علم کے آداب

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ تقریر فرمارہے تھے۔ایک صحابی، حضرت ابورفاعہ رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ ایک اجنبی جسے اپنے دین کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہے آپ سے دین جاننا چاہتا ہے۔یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔تقریر روک دی اور حضرت ابورفاعہ رضی اللہ عنہ کو دین کے معاملات سمجھانے لگے۔جب وہ مکمل طور پر سمجھ گئے تو آپ نے دوبارہ تقریر شروع کردی۔

رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما احادیث رسول جمع کرنے کا غایت درجہ اہتمام کرتے تھے۔جب بھی معلوم ہوتا کہ فلاں شخص حدیث رسول جانتا ہے، آپ اس کے گھر جاتے اگر وہ سورہا ہوتا تو اس کے دروازے کے باہر بیٹھ کر اس کے جگنے کا انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ کے کپڑے گرد وغبار سے اٹ جاتے۔ملاقات پر وہ شخص آپ سے کہتا کہ اے صاحب زادۂ گرامی! آپ نے ناحق زحمت فرمائی، مجھے حکم دیتے میں خود ہی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔آپ فرماتے؛ نہیں نہیں، آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے یہ میرا فریضہ ہے کہ آپ کے پاس چل کر آؤں اور حدیث رسول ﷺ حاصل کروں۔(الحاکم)

اسلام میں علم کا مقام بڑا بلند ہے۔قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت جو نازل ہوئی وہ حصول علم کے متعلق ہے۔﴿ ٱقۡرَأۡ بِٱسۡمِ رَبِّكَ ٱلَّذِي خَلَقَ ١ ﴾ (العلق: ١) ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے۔اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی تو قلم کی قسم کھائی، فرمایا: ﴿ نٓۚ وَٱلۡقَلَمِ وَمَا يَسۡطُرُونَ ١ ﴾ (القلم: ١) ترجمہ: قسم ہے قلم کی اور اسکی جو کچھ کہ وہ (فرشتے) لکھتے ہیں۔

اسی طرح حدیث میں علم کو عظیم مرتبہ دیا گیا ہے۔چنانچہ حصول علم کے لئے تگ ودو کو جنت تک جانے والا راستہ بتایا گیا ہے۔ارشاد نبوی ہے: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ» جو حصول علم کے لئے راہ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی)

علم ایک ایسی چیز ہے جس کا اجر صاحب علم کی موت کے بعد بھی جاری وساری رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ تین قسم کے اعمال کا سلسلہ چلتا رہتا ہے اول: صدقہ جاریہ، ثانی: ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہوں ثالث: وہ صالح اولاد جو اس کے حق میں دعا کرتی رہے۔ " إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ " (مسلم)

علم کے طالب کو فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ حضرت صفوان بن عسال المرادی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ مسجد نبوی میں ٹیک لگائے بیٹھے تھے آپ پر سرخ چادر تھی۔ میں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں علم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے خوش آمدید کہا اور فرمایا: طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ (احمد وطبرانی)

علم دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک تو وہ جس سے کوئی مسلم بے نیاز ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ اس کے دین کا علم ہے جس سے اپنے رب کی معرفت حاصل کرتا اور اپنے نبی کی سیرت سے واقفیت بہم پہونچاتا ہے اور دینی معلومات حاصل کرتا ہے۔ اسے فرض عین کہتے ہیں۔

دوسرا وہ جسے کچھ لوگوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے اور اس میں مہارت ناگزیر ہوتی ہے۔ مثلاً صنعت وحرفت کے علوم، زراعت کا علم اور علم طب وغیرہ۔

علم کے ذریعہ ہی اللہ کی حقیقی معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم ہی اللہ تعالیٰ سے صحیح معنوں میں ڈرتے ہیں۔ قرآن کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى ٱللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ ٱلْعُلَمَٰٓؤُا۟ ﴿٢٨﴾﴾ (فاطر: ٢٨)

ترجمہ: اللہ سے اسکے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔

علم حاصل کرنے کے کچھ آداب ہیں جنہیں ہر طالب علم کو ملحوظ رکھنا چاہئے:

اخلاص: طلب علم کی راہ میں سب سے پہلی چیز اخلاص نیت ہے۔ حصول علم کی نیت اپنی ذات کی نمائش اور شہرت نہ ہو۔ نہ ہی یہ مقصود ہو کہ زیادہ سے زیادہ علم حاصل کر کے کم علم والے، سیدھے سادھے لوگوں پر رعب جمائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى" اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ ہر ایک کو وہی ملتا ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

اللہ کے رسول ﷺ نے امت کو بتایا کہ سب سے پہلے جہنم میں کون جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک ایسا آدمی لایا جائے گا جس نے خود علم حاصل کیا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور قرآن کریم کو پڑھا وہ لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی اس نعمت کی یاد دلائے گا اور وہ اسے پہچان بھی لے گا۔ اللہ پوچھے گا اس کا تم نے کیا کیا؟ وہ جواب دے گا کہ میں نے خود علم سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور تیری خوشنودی کے لئے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا: نہیں تو نے جھوٹ کہا تو نے تو اس لئے علم حاصل کیا کہ لوگ تجھے عالم کہیں۔ قرآن اس لئے پڑھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں سو دنیا میں لوگوں نے تجھے عالم اور قاری کہہ لیا۔ پھر اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور منھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

علم نافع کی طلب: رسول اللہ ﷺ کی مشہور دعا ہے کہ اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ پہنچا سکے اور ایسے عمل سے جو قبولیت نہ حاصل کر سکے اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، ومِن عملٍ لا يُقبل، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ" (احمد، ابن حبان، حاکم)

علم کے سلسلے میں کہا جاتا ہے کہ جب تک طالب اپنے آپ کو اس راہ پر مکمل طور پر نہ لگائے اس کا تھوڑا سا حصہ بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ ہمارے اسلاف علم کی قدر کرتے تھے اور اس کے لئے باقائدہ اپنا وقت فارغ کرتے تھے۔ حصول علم کے لئے مستقل مزاجی درکار ہے۔ اس کے لئے عمل میں تسلسل اور دوام ضروری ہے کیونکہ انسان کی عمر بہت کم اور علم ایک بحر ناپیدا کنار ہے۔ شاید اسی لئے یہ مثل مشہور ہے کہ گود سے گور تک علم حاصل کرتے رہو۔

علم نفس انسانی کی اخلاق رذیلہ سے تطہیر کا ایک طاقتور ذریعہ ہے۔ یہ اللہ کا نور ہے جسے اللہ صرف اپنے متقی اور صالح بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ اس لئے ایک مسلمان طالب علم کو چاہئے کہ وہ نفس کی گندگیوں سے اپنے کو دور رکھے اور عادات وخصائل مثلاً حسد، ریاء کبر وغیرہ سے حتی الامکان بچے۔

کم سنی میں حصول علم بڑا مفید ہوتا ہے۔ لوح دماغ سادہ ہوتا ہے۔ اس عمر میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے وہ نقش کالحجر ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بچہ حصول علم اور عبادت کی مشغولیتوں میں پروان چڑھتا ہے اور یہی کرتے کرتے بڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے بہتر صدیقوں کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔ (طبرانی) ایک دوسری روایت ہے کہ حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ نے پوچھا کس لئے آنا ہوا؟ حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، ہڈیاں تک کمزور ہو گئیں ہیں اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے وہ کچھ سکھا دیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مجھے نفع پہنچائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے قبیصہ اس مقصد کے لئے تم جس راہ سے آئے اس کے ذرے ذرے اور پتے پتے تمہارے حق میں اللہ سے استغفار کرتے رہے۔ اے قبیصہ! جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو تین مرتبہ یہ کلمات" سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ "کہہ لیا کرو تم اندھے پن، جذام (کوڑھ کا مرض) اور فالج سے محفوظ رہو گے۔ اے قبیصہ! اپنے رب سے یہ دعا کرتے رہو۔ "اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِمَّا عِنْدَكَ، وَأَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ، وَانْشُرْ عَلَيَّ رَحْمَتَكَ، وَأَنْزِلْ عَلَيَّ، مِنْ بَرَكَاتِكَ " (احمد) ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے وہ کچھ مانگتا ہوں جو کچھ تیرے پاس ہے مجھ پر اپنا فضل فرما اپنی رحمتوں کی بارش برسا اپنی برکتیں نازل فرما۔

سچے طالب علم کی راہ میں دنیوی مصروفیات حائل نہیں ہوتیں۔ چنانچہ صحابہ کرام اپنی دیگر مصروفیات انجام دیتے اور بچے ہوئے وقت میں علم حاصل کرتے اور قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے کے لئے راتوں کو جاگتے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم غزوات میں جاتے اور ایک دو ساتھیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس حدیثیں سننے کے لئے چھوڑ جاتے واپس آکر وہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث سناتے پھر وہی حدیثیں ہم بھی بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ایسے

فرمایا۔(عساکر) معلوم ہوا کہ رزق حلال کے لئے تگ ودو اور طلب علم کی جدوجہد میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔ طلب علم کے لئے صبر و تحمل بہت ضروری ہے۔بے شک طلب علم کی راہ دشوار ہے اس راہ کی مشکلات پر قابو پانے کے لئے صبر ایک ہتھیار ہے جو اس سے محروم ہے وہ علم سے محروم رہ جاتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کی جو حصول علم کے لئے سر افگندی نہ اختیار کر سکا اسے زندگی بھر جہالت کی شرمندگی برداشت کرنی پڑتی ہے۔

تدریج: حصول علم میں تدریج ضروری ہے۔ سیکھنے کی شروعات ابتدائی باتوں سے ہوتی ہے۔علوم کی گہرائی میں جانے کا مرحلہ بعد میں آتا ہے۔اس کی بہتر رہنمائی تجربہ کار استاد ہی کر سکتا ہے۔ایک مخلص طالب علم درجہ بدرجہ علوم کی چوٹیاں سر کرتا ہے اور ایک دن ایسا آجاتا ہے کہ جملہ علوم پر اسے کامل دستگاہ حاصل ہو جاتی ہے۔

تخصص: ایک مسلم جب کسی علم میں تخصص کرنا چاہے تو اسے سب سے بہتر اور نفع بخش شاخ علم کا انتخاب کرنا چاہئے۔اس سلسلے میں اسے اپنے مزاجی رجحانات اور ذوقی میلان کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔کہا جاتا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ عالم بن جاؤ تو ہر علم کو سیکھو کوئی چھوٹنے نہ پائے اور اگر چاہتے ہو کہ ماہر بن جاؤ تو ایک خاص گوشہ علم کا انتخاب کرلو اور سب کے پیچھے نہ پڑو۔

استحضار: علم میں فکر و تدبر کے ساتھ استحضار نہایت محمود ہے اور یہی مطلوب بھی ہونا چاہئے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"نَضَّرَ الله امرَأً سَمِعَ منَّا حديثاً فحفِظَه حتي يُبَلِّغَهُ، فَرُبَّ حامِلِ فقهٍ إلى مَن هو أفقَهُ منه، ورُبَّ حاملِ فقهٍ ليس بفقيهٍ" اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور اسے یاد رکھا اور اسے دوسروں تک پہنچایا کیونکہ بسا اوقات دوسرا اس سے زیادہ سمجھدار ہوتا ہے۔جب کہ ہر ایک ایسا نہیں ہوتا۔(ترمذی)

نوٹس لینا: کہا جاتا ہے کہ علم کی حفاظت تحریر کے ذریعہ ہوتی ہے۔کہاوت ہے کہ علم ایک شکار ہے اور تحریر اس کی زنجیر۔ایک طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ جو کچھ معلوم کرے اسے ضبط تحریر میں لے آئے تاکہ بھول جانے کا اندیشہ جاتا رہے۔معلومات کو ضبط تحریر میں لانے کا بھی ایک اصول ہے۔اور وہ یہ ہے کہ

ہر رطب ویاس کو جمع کرنے کے بجائے منتخبات کو تحریر کرے۔ کہتے ہیں کہ ایک عالم کے پاس تین قسم کے طالب علم بیٹھتے ہیں، پہلا وہ جو جتنا سنے اسے اپنے دامن میں رکھ لے دوسرا وہ جو سب کچھ سنے اور کچھ نہ لکھے تیسرا وہ جو چھان پھٹک کر جمع کرے۔ اور یہی ان تینوں میں سب سے بہتر ہے۔

مذاکرہ ومراجعہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگو! علم حاصل کرو کیونکہ اللہ کے لئے اس کا حصول خشیت ہے اس کا حصول عبادت اور اس کا مذاکرہ تسبیح اور اسکی تلاش و جستجو جہاد ہے۔ نیز جو نہ جانے اس کو سکھانا صدقہ اور اہل افراد پر اسے خرچ کرنا باعث قربت الٰہی ہے۔

حصول علم میں تنظیم وقت: حصول علم میں وقت کی تنظیم کے بغیر سنجیدگی ناممکن ہے۔ اسے نتیجہ خیز بنانے اور کمال تک پہنچانے کے لئے تنظیم وقت ضروری ہے۔ ایک مسلمان کا ہر کام یوں بھی منظم ہوتا ہے۔ رات ودن میں نماز پنجگانہ اس کی بہترین مثال ہے۔ علوم و معارف کی تحصیل میں بھی اس کا بھرپور لحاظ رکھنا چاہئے۔

حصول علم کی راہ میں شرمانے سے منزل کھوٹی ہو جاتی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿ فَسْـَٔلُوٓاْ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٤٣﴾ ﴾ (النحل: ٤٣) ترجمہ: پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرلو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: انصاری خواتین کتنی اچھی ہیں، دین میں سوجھ بوجھ پیدا کرنے میں حیاء ان کے لئے مانع نہیں ہوتی۔ ایک مسلم کا شعار ہوتا ہے کہ وہ مزید معلومات کے لئے سوال کرتا ہے۔ جاننے کے لئے اہل علم سے سوال کرنا اس کے لئے باعث شرم نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ علم ایک خزانہ ہے اور اس خزانہ کی کنجی سوال ہے۔

حصول علم کے لئے تگ ودو: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ایک آدمی کے پاس حدیث رسول ﷺ ہے۔ میں نے اس سے ملنے کا ارادہ کیا۔ سفر کے لئے ایک اونٹ خریدا۔ ایک ماہ کی مسافت طے کرکے میں ملک شام پہنچا۔ وہاں معلوم ہوا کہ یہ جناب عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے دربان سے کہا کہ جاؤ کہو کہ دروازے پر جابر کھڑا ہے۔ اندر سے کہا گیا کون جابر عبد اللہ کے بیٹے۔ میں نے جواب دیا: ہاں وہ جلدی سے کپڑے ٹھیک کرتے ہوئے باہر آئے۔ ہم دونوں ایک دوسرے

سے گلے ملے۔ میں نے کہا کہ سنا ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے قصاص کے سلسلے میں کوئی حدیث سنی ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید آپ یا میں، کسی کا انتقال ہو جائے اور میں اس حدیث سے محروم رہ جاؤں۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن انیس نے حدیث بیان فرمائی۔ (احمد، طبرانی)

اسی طرح حضرت عبید اللہ بن عدی فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک حدیث جانتے ہیں مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر ان کا انتقال ہو گیا تو میں وہ حدیث شریف کسی دوسرے سے نہیں سن سکوں گا۔ لہٰذا میں چل پڑا یہاں تک کہ ان کے پاس عراق پہنچ گیا۔ (خطیب)

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ پر جو نازل ہوا اس کا زیادہ جانکار ہے اور اس تک اونٹ پر سفر کر کے پہنچا جا سکتا ہے تو میں اپنے علم میں اضافہ کے لئے اس تک ضرور پہنچوں گا۔ (ابن عساکر)

امام شعبی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حکمت کی صرف ایک بات سننے کے لئے شام کے بالائی کنارے سے یمن کے انتہائی کنارے کا سفر کرے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کا سفر ضائع گیا۔

علم کے مطابق عمل: اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مذمت فرمائی جو علم تو رکھتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو اللہ نے ایسے گدھوں سے مثال دی ہے جن کی پیٹھ پر کتابیں لدی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ مَثَلُ ٱلَّذِينَ حُمِّلُوا۟ ٱلتَّوْرَىٰةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ ٱلْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًۢا ۚ ﴿٥﴾ ﴾ (الجمعة: ٥) ترجمہ: جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہو۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿ أَتَأْمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ ٱلْكِتَٰبَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٤٤﴾ ﴾ (البقرة: ٤٤) ترجمہ: کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو؟ اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجود یہ کہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں؟ ایک مسلم اس امر پر ایمان رکھتا ہے کہ کل، آج کی زندگی کے بارے میں اس سے پوچھ گچھ ہو گی۔ حدیث رسول ہے کہ قیامت کے دن بندہ کا قدم نہ ہل سکے گا جب تک کہ وہ یہ نہ بتا دے کہ اس نے اپنی عمر کس کام میں گزاری، اپنے علم کا کیا کیا، اور مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور اپنا جسم کہاں گھلایا۔

" لَا تَزُولُ قَدْمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمْرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ مَاذَا عَمِلَ فِيهِ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جَسَدِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ، " (ترمذی)

استاذ کا احترام: استاد طالب علم کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ اس کا ادب واحترام طالب علم کے حق میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ شہر علم میں داخلہ بغیر استاد کی رہنمائی کے ممکن نہیں۔ ہر مشہور صاحب علم کی پشت پر اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ کوئی نہ کوئی استاد ہوتا ہے۔ استاد کی دعاؤں کا مستحق ایک طالب علم اس کے ادب واحترام ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔

دل لگا کر سننا: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے جب علماء کی مجلس میں بیٹھ تو بولنے پر نگاہ رکھنے کے بجائے سننے پر زیادہ توجہ دو۔ جس طرح تم نے چپ رہنا سیکھا ہے اسی طرح بہتر سے بہتر سننے کی صفت اپنے اندر پیدا کرو۔ ایک طالب علم کا حق ہے کہ وہ سوال کرے لیکن اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا سوال کرنا سمجھنے اور زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کی نیت سے ہو۔ کج بحثی اور استاد کو زچ کرنا ہر گز پیش نظر نہ ہو۔

طالب علم کو اپنے اساتذہ کے سامنے باادب باوقار اور سنجیدہ رہنا چاہئے۔ ہنسنا مسکرانا، ادھر ادھر دیکھنا یا غیر ضروری اشارے کرنا طالب علمانہ شان کے خلاف ہے۔ اسی طرح اساتذہ کی مجلس میں صاف ستھرے ہو کر اور مناسب وضع قطع میں جانا چاہئے۔ کچھ پوچھنا ہو تو پہلے اجازت طلب کرنی چاہئے۔ اسی طرح طلبہ کو ایک دوسرے کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے اور نہ ہی ان کی تحقیر وتوہین کی کوئی حرکت کرنی چاہئے۔ باہمی اخوت، ہمدردی اور باہم احترام کا معاملہ کرنا چاہئے۔

بہتر انداز سے حصول علم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ درس گاہ روشن ہو، وہاں کا ماحول پر سکون اور شور و ہنگامہ سے دور ہو۔ طلبہ کو بستر پر مذاکرہ سے پرہیز کرنا چاہئے اس سے سستی اور کاہلی کا اندیشہ رہتا ہے۔ ایک اچھا اور مستعد طالب علم اپنی کتابیں بھی صاف ستھری اور قرینہ سے رکھتا ہے۔ کرم کتابی بننے سے بہتر ہوتا ہے کہ طالب علم اپنے جسم کے آرام کا بھی خیال رکھے اور یک رخے مطالعہ سے بچتے ہوئے سارے مضامین کو مناسب وقت دے۔